بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين ، وَبَعْدُ:

112: سورۃ الاخلاص کی مختصر تفسیر

جزء عم ؔ کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے، آج کی نشست میں سورۃ الاخلاص کی مختصر تفسیر بیان کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤﴾ (الاخلاص: 1-4)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (کہہ دیجیے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ اللہ ایک ہے)۔

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (اللہ صمد ہے وہ کسی کا محتاج نہیں پوری کائنات اسی کی محتاج ہے)۔

﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (نہ اُس نے کسی کو جنا ہے نہ اُس کو کسی نے جنا ہے)۔

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے)۔

سورۃ الاخلاص کا بنیادی پیغام اخلاص ہی ہے اس لیے اس سورۃ کا نام اخلاص رکھا گیا ہے اور اخلاص سے مراد یا اخلاص کے بنیادی معنی میں توحید کا معنی پایا جاتا ہے۔

اور اس سورۃ کے نزول کی جو وجہ ہے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مشرکین نے یہ کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کے ربّ کا نسب کیا ہے اور نسبت کیا ہے؟ جس ربّ کی طرف تُو دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا باقی سارے باطل معبودات ہیں ایک ہی معبود سچا معبود ہے اُس کا نسب کیا ہے؟

اور ابن کثیر میں دوسری روایت میں آیا ہے یہودیوں نے کہا کہ ہم عزیر کی عبادت کرتے ہیں، نصاریٰ نے کہا ہم عیسیٰ (علیہ الصلاۃ والسلام) کی عبادت کرتے ہیں، مشرکین نے کہا ہم بُتوں کی عبادت کرتے ہیں، اے محمد (علیہ الصلاۃ والسلام)! جس ربّ کی تُو عبادت کرتا ہے وہ ربّ کون ہے؟ اُس کا کیا وصف ہے وہ کیسا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو نازل فرمایا ہے "سورۃ الاخلاص" اِسے "سورۃ قل ھو اللہ اُحد" بھی کہتے ہیں۔

اس لیے جب بھی آپ سے کوئی شخص سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کون ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف جوابات موجود ہیں:

(۱) آیت الکرسی صحیح جوابات میں سے ایک جواب ہے۔

(۲) سورۃ الحج کی آخری آیات میں بھی یہ جواب موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء وصفات کا ذکر ہے۔

(۳) اور سب سے بہترین جواب سورۃ الاخلاص میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے کہا جب انہوں نے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے تعلق سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کون ہے جواب کیا ہے؟ ﴿قُلْ﴾ (کہہ دیجیے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ﴿هُوَ اللّٰهُ﴾ (وہ اللہ ہے)؛ اتنا تک تو وہ سب جانتے تھے مشرکین عرب جانتے تھے، یہود، نصاریٰ سب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا حاجت روا نہیں ہے اس حد تک تو سب جانتے تھے لیکن کیا جو آخری لفظ ہے کیا وہ جانتے تھے سب ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾؟

وہ اللہ ایک ہے ربوبیت کی حد تک تو وہ بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ربّ نہیں ہے کوئی خالق اور مالک نہیں ہے؛ جب اُن سے سوال کیا جاتا تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ ﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (المؤمنون:85): وہ کہتے سب مل کہ کہتے کہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے، زمین اور آسمان کا خالق وہی ہے ربّ العرش العظیم بھی وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں ہے؛

لیکن کیا یہی معنیٰ تھا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اپنے پیارے رسولوں کو مبعوث فرمایا، کائنات کی تخلیق جن وانس کی تخلیق کیا اسی مقصد کے لیے تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا ربّ نہیں ہے باقی جتنی موجودات ہیں جو مخلوقات ہیں محتاج ہیں وہ ربّ نہیں ہو سکتے؟ اگر صرف یہی معنیٰ ہوتا تو مشرکین عرب مشرکین نہ ٹھہرتے ابو جہل ابو لہب موحدین میں سے ہوتے! معنیٰ کچھ اور تھا یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار سوال کرتے۔

سورۃ الکافرون میں دیکھ لیں آپ ہم پڑھ چکے ہیں:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝﴾ (الکافرون: 1-2): واضح الفاظ ہیں۔

اور یہاں پر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (اللہ تعالیٰ ایک ہے) (الاخلاص: 1)؛ جس ربّ کے تعلق سے سوال کرتے ہو وہ ایک ہے۔

اور جب ایک کہا ہے تو اس کا دوسرا کوئی نہیں ہے؛ عربی میں دو لفظ ملتے جلتے ہیں واحد ہے اور اَحد ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے یہ فرمایا ہے کہ وہ اَحد ہے۔

اور سورۃ کی جو ابتداء ہے اور انتہا ہے ایک ہی لفظ سے ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①﴾، ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④﴾: أحد ہے ؛ أحد میں وہ معنی ہے جو واحد میں نہیں ہے، واحد نمبر کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ وہ ایک ہے اس کا دوسرا نہیں ہے، لیکن أحد میں نمبر کا اعتبار بھی ہے اور اس سے بڑھ کر ایک اور اعتبار بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کامل صفات ہیں عظیم ہیں، اسماء وصفات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے یہ حقیقت بھی مشرکین جان چکے تھے کیونکہ ربوبیت کے عموم میں اسماء وصفات بھی آجاتے ہیں لیکن ایک حقیقت سے وہ غافل تھے وہ یہی پیغام اُن کو پہنچانا تھا، اور اُن کا مقصد بھی یہی تھا یہ سوال کرنے کا کہ تیرا ربّ کون ہے اے محمد (علیہ الصلاۃ والسلام)؟" کہہ دیجیے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ اللہ ایک ہے أحد ہے نہ کوئی اس کا دوسرا ہے اور نہ ہی اُس جیسا کوئی ہے کیونکہ وہ أحد ہے"۔

﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (اللہ صمد ہے)؛ اور صمد کے معنی میں یا صمد کے لفظ میں عظمت کا معنی پایا جاتا ہے کہ جو ہر اعتبار سے عظیم ہے۔

جب أحد کہا، اور اُس جیسا کوئی نہیں ہے اس پر یقین ہو گیا تو اس میں سے ایک صرف ایک نام اور صفت کو بیان کیا جس سے مکمل طور پر واضح ہو جائے کہ صرف نمبر کے اعتبار سے نہیں بلکہ حقیقتاً بھی وہ ایک ہی ہے کیونکہ باقی جتنی موجودات ہیں مخلوقات ہیں اُس جیسی مخلوق آپ کو مل ہی جائے گی نمبر کے اعتبار سے بھی حقیقت کے اعتبار سے بھی کیونکہ وہ أحد نہیں ہو سکتی، أحد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔

جو سب سے پہلا نام اور صفت بیان کی گئی ہے اس سورۃ میں أحد کے بعد الصمد ہے، اور جو جامع معنی الصمد کا بیان کیا گیا ہے: کہ "الكامل في صفاته، الذي افتقرتْ إليه جميعُ مخلوقاته": جیسا کہ فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے بیان فرمایا؛ "الكامل في صفاته، الذي افتقرتْ إليه جميعُ مخلوقاته" (وہ واحد ہے وہ أحد ہے اس جیسا کوئی نہیں ہے ساری کی ساری کائنات اسی کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے (یہ عظمت ہے) اور اس کی صفات ایسی ہیں کہ مخلوقات میں سے کسی کی بھی صفات ہو ہی نہیں سکتیں)۔

"الكامل في صفاته، الذي افتقرتْ إليه جميعُ مخلوقاته": "جميعُ مخلوقاته" میں تمام مخلوقات شامل ہیں جن میں اِنس ہیں جِن ہیں، فرشتے ہیں، اولیاء ہیں، اور انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام بھی شامل ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور سب کیونکہ مخلوقات ہیں کسی نہ کسی مشکل میں مبتلا بھی ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہی الصمد ہے وہی حاجت روا ہے وہی مشکل کشا ہے۔

بعض مفسرین نے الصمد کے معنی میں "وجود مطلق" کہا ہے کہ وہی واحد موجود ہے باقی اور کوئی نہیں؛ وہ مطلق موجود ہے اور یہ معتزلہ کی تفسیر ہے جو کہ غلط ہے اور اس میں وحدت الوجود کا معنی پایا جاتا ہے جو جہمیوں نے ایجاد کیا تھا۔

جہم بن صفوان سے یہی سوال کیا گیا تھا، مشرکین نے سوال کیا کہ ہمارے بُت ہیں، تمہارے سامنے ہیں تراشتے اپنے ہاتھوں سے ہیں شکل وصورت بنادیتے ہیں اور ان کی عبادت بھی کرتے ہیں تیرا ربّ کیسا ہے؟ جس اللہ کی تو عبادت کرتا ہے وہ کیسا ہے؟

عجب بات ہے بہترین زمانہ تھا علم کا زمانہ تھا اُس بہترین زمانے میں اُس بندے نے اہل علم سے سوال نہیں کیا اگرچہ جواب بالکل واضح موجود ہے قرآن مجید میں سورۃ الاخلاص بچہ بچہ جانتا ہے! مسلمانوں میں سے جب بچے کو قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے تو سورۃ الاخلاص وہ پہلی سورۃ ہے غالباً جو پڑھائی جاتی ہے! اپنے آپ کو اپنے ہی گھر میں قید کر کے چالیس دن لگادیئے اس کھوج اور اس تلاش میں کہ میں کیا جواب دوں کہ اللہ تعالیٰ کون ہے؟! جمعہ اور جماعت کی نماز سے اپنے آپ کو دور کردیا، خلوت میں اکیلے میں سوچتا رہا آخر میں اس نتیجے پر پہنچا اور اس نے بہت بڑی بات کہہ دی (نعوذ باللہ) کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے، نہ دائیں ہے نہ بائیں ہے، نہ آگے ہے نہ پیچھے، نہ اس دنیا کے اندر ہے نہ اس دنیا سے باہر ہے! یہ جواب تھا! بڑے غور و فکر کے بعد چلہ لگالیا اس نے پورے چالیس دن لگادیئے اور اُس خلوت میں اپنے شیطانوں سے گفتگو کر کے اپنی خواہش نفس کے مطابق جواب دے دیا! کاش کہ سورۃ الاخلاص کو سمجھ لیتا ایک دفعہ تو جواب یہی کافی تھا﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④﴾۔ وہ شخص خود بھی ہلاک ہوا اور اپنے ساتھ کئی لوگوں کو بھی ہلاک کیا!

گمراہی جب پھیل جاتی ہے اور عام ہو جاتی ہے جاہل لوگ جہالت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں، جہالت کی تاریکیوں میں اُنہیں کچھ نظر نہیں آتا ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھ کر اسے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں (إلا من رحم الله سبحانه وتعالیٰ)۔ الغرض، علماء نے اس کا ردّ بھی کیا ہے اُس زمانے سے لے کر آج تک، جہمی فرقہ جو ہے گمراہ فرقوں میں سے ہے اہل بدعت کے بڑے فرقوں میں سے ہے اور اجماع ہے سلف کا جہمیوں کی تکفیر پر کہ یہ کافر فرقہ ہے (نعوذ بالله من الخذلان)۔ الغرض، تو﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ اللہ تعالیٰ صمد ہے تمام کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، اور وہ اپنی صفات میں ہر اعتبار سے کامل ہے۔

اور "وجود مطلق" کا معنی جو ہے یہ غلط معنی ہے اہل بدعت کا معنی ہے اور مفسرین میں سے یا دعاۃ میں سے جس نے بھی یہ معنی لیا اسے بہت بڑا مغالطہ ہوا ہے شاید پڑھتے پڑھتے معتزلہ کی کتابوں کو پڑھ کر یہ جواب دے دیا اس لیے اہل علم اہل بدعت کی کتابوں

میں دیکھنے سے یاپڑھنے سے سختی سے منع کرتے ہیں کہ کبھی بھی اس انسان کا پاؤں پھسل سکتا ہے اور وہ باطل عقیدہ یا باطل منہج اپنا سکتا ہے۔

اس لیے اگر پڑھنا ہے تو اہل سنت والجماعت کی کتابیں جو سلفی علماء ہیں ان کی کتابیں پڑھنی ہیں کیونکہ انسان کو تسلی ہوتی ہے کہ جو بھی اس کتاب میں لکھا ہے ایک سلفی عالم ہے وہ اپنے علم میں اپنے فقہات میں اور تقویٰ میں معروف ہے اور قرآن وسنت اور فہم السلف کی روشنی میں ہی بات کرتا ہے؛ معصوم نہیں ہے غلطی کا امکان بھی ہوتا ہے تو ہمارے پاس ترازو ہے جس پر ہم تولتے ہیں ہر عالم کے قول کو اور اس ترازو پر جو اُترتا ہے اس کے قول کو لے لیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو بشریت کے تقاضے کی وجہ سے غلطی ہوئی ہے اس کے علم میں اور اس کا جو مقام ہے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن غلطی ہو سکتی ہے کیونکہ بشر ہے۔

الغرض، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝﴾۔

﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾: ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ (اس کی کوئی اولاد نہیں ہے) ﴿وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ (اس کا کوئی باپ نہیں ہے)؛ نہ اُس نے کسی کو جنا ہے نہ اُس کو کسی نے جنا ہے، نہ اُس کا کوئی بیٹا نہ اُس کا کوئی باپ ہے۔

جو سب کی بات کرتے ہو تو سن لو:

(۱) تم لوگوں نے عزیر کی عبادت کی ہے (علیہ الصلاۃ والسلام) عزیر کا باپ بھی تھا وہ کسی کی اولاد بھی تھی۔

(۲) تم لوگ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی عبادت کرتے ہو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی ماں تھی اور اللہ تعالیٰ کے "کلمۂ کُن" سے وہ پیدا ہوا ہے، وہ بھی کسی کی اولاد تھے۔

(۳) تم لوگ اپنے بتوں کی عبادت کی بات کرتے ہو اُن کی حقیقت اولیاء اور صالحین تھے وہ بھی کسی کی اولاد تھے اُن کی بھی کوئی اولاد تھی۔

الغرض، اللہ تعالیٰ صمد ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، اور اس معنی میں یہ بھی چیز آتی ہے کہ اس کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے کیونکہ اولاد کی ضرورت ہوتی ہے انسان اپنی اولاد کا محتاج ہوتا ہے کہ بڑھاپے کا سہارا بن جاتی ہے اور مشکل میں اولاد کام آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ صمد ہے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے کیونکہ وہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور اس میں تمام اُن گروہوں کا ردّ ہے یا ان اَدیان کا ردّ ہے جن کے عقیدے میں یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہو سکتی ہے جیسا کہ یہودیوں نے کہا ﴿عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: 30)، نصاریٰ نے کہا ﴿الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: 30)، مشرکین کہتے تھے "الملائكة بنات الله" (فرشتے

اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں)، اور بعض کلمہ پڑھنے والے مسلمان اہل قبلہ میں سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور ہیں (اللہ تعالیٰ کا حصہ ہیں)۔

کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی شخص اگر کہتا ہے کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے کیونکہ بیٹا بھی حصہ ہی ہوتا ہے اپنے باپ کا، یا کوئی شخص یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور میں سے نور ہیں!

﴿لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ﴾: اور اس کو بھی کسی نے جنا نہیں ہے اس کا کوئی باپ نہیں ہے کیونکہ وہ صمد ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، اپنے وجود کے اعتبار سے کسی کا محتاج نہیں ہے تمام مخلوقات اپنے وجود کے اعتبار سے محتاج ہیں۔

ہم دنیا میں آئے ہیں ہمیں ربّ نے پیدا کیا ہے ہم نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا ہے، اور نہ ہی یہ اندھی گونگی بہری نیچر نے ہمیں پیدا کیا ہے، نہ کسی نبی نے ہمیں پیدا کیا ہے، نہ کسی فرشتے یا ولی نے ہمیں پیدا کیا ہے، ہمیں پیدا ایک ہی ربّ نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں کوئی خالق نہیں ہے، اس پر تو ہمارا اتفاق ہے۔

﴿لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ﴾: اس کا کوئی باپ نہیں ہے کیونکہ وہ بے نیاز ہے وہ صمد ہے۔

چلو یہ سب تو مان لیا ہے کیا اس جیسا کوئی اور اللہ بھی تو ہو سکتا ہے؟!

﴿وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾: اور اُس کا کوئی ہمسر ہے ہی نہیں اُس جیسا کوئی ہے ہی نہیں؛ "کُفُو" کہتے ہیں برابر کو، اُس کے برابر اُس جیسا کوئی ہے ہی نہیں۔

تمام مخلوقات میں آپ ذرا اپنی نظر دوڑا کر دیکھ لیں تو اُن جیسی کوئی اور مخلوق آپ کو نظر آ ہی جائے گی، ہر انسان اپنے وجود کے اعتبار سے یونیک (Unique) ہے؛ آپ، آپ کی پوزیشن، آپ کا نام، آپ کے والدین، آپ کی اولاد، آپ کی بیوی آپ کے بچے، ان صفات میں آپ جیسا کوئی نہیں ہے آپ ایک ہی ہیں لیکن کیا آپ جیسا دوسرا انسان ہے کہ نہیں ہے؟ شکل دوسری ہو سکتی ہے، آواز دوسری ہو سکتی ہے، آپ کے فنگر پرنٹس دوسرے ہو سکتے ہیں، آپ کے اخلاق میں فرق ہو سکتا ہے رہن سہن میں فرق ہو سکتا ہے، شکل وصورت میں آپ کی فرق ہو سکتا ہے لیکن آپ جیسا انسان دوسرا تو ہے۔

اِسی طریقے سے تمام مخلوقات کو دیکھ لیں نظیر موجود ہے اور برابر بھی موجود ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے کیونکہ وہ اُحد ہے؛ ﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ابتداء میں، اب اُحد کی تفصیل بیان کی ہے کہ وہ صمد ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں اس کا کوئی باپ نہیں

ہے اور اس جیسا بھی کوئی نہیں ہے، اس لیے جس ذات میں یہ صفات پائی جائیں جو اکیلا ہے جو اُحد ہے تو عبادت بھی صرف اسی ذات کی ہی کرنی چاہیے کسی اور کی نہیں کرنی چاہیے۔

اخلاص دل کا عمل ہے اپنے دل کو صرف اُس ذات کے ساتھ جوڑنا ہے جو ذات صمد ہے اور جو ذات ایک ہے اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں؛ تمام موجودات میں دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ذات ہے جس میں یہ صفات پائی جائیں؟! اس لیے عبادت بھی صرف ایک ہی ذات کا حق ہے کسی اور کا ہے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو دیکھ لیں کیا وہ اُحد ہیں؟

دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں علیہ الصلاۃ والسلام، سید المرسلین ہیں علیہ الصلاۃ والسلام، اُن جیسا ہم کہتے ہیں کہ نہ کوئی ہے نہ کبھی کوئی تھا لیکن بشر تھے کہ نہیں؟ تمام انبیاء بشر تھے کہ نہیں؟

تو بشریت کے اعتبار سے اور بہت سارے بشر موجود ہیں افضل البشر ہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ (الکھف: 110): تمہاری طرح میں بھی بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے ربّ کی طرف سے (یہ امتیاز ہے)۔

میں اللہ کا رسول ہوں تم رسول نہیں ہو لیکن بشر؟ ہم سب بشر ہیں۔ تو کُفُو ہے کہ نہیں؟ ہے، بشریت کے اعتبار سے ہے۔

فرشتوں کو دیکھ لیں جبریل اَمین علیہ الصلاۃ والسلام سب سے عظیم فرشتے ہیں لیکن اُن جیسے اور فرشتے ہیں کہ نہیں؟

سورج کو دیکھ لیں چاند کو دیکھ لیں تمام مخلوقات کو دیکھ لیں جب مخلوقات ہیں تو موجودات ہیں محتاج ہیں اپنے ربّ کی خالق نے اُن کو پیدا کیا ہے، جس نے ایک انسان کو پیدا کیا ہے وہ دَس اور بھی پیدا کر سکتا ہے۔

آج انسان کی تعداد کرڑوں میں ہے اربوں میں ہے اُس ربّ نے پیدا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جیسا کوئی بھی نہیں ہے اس لیے جب سَر جھکانا ہے عبادت کرنی ہے تو صرف اُس ربّ ہی کی کرنی ہے جس کے اندر یہ عظیم صفات پائی جائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے اور یہ ترازو ہے سچے معبود کا، جتنے بھی معبودات موجود ہیں اُن کو تول کر دیکھ لیں اس ترازو پر وہ عبادت کے لائق ہیں ہی نہیں کیونکہ وہ اُحد نہیں ہیں، جو اُحد ہے وہی عبادت کے لائق ہے وہی سچا معبود ہے۔

سورۃ الاخلاص میں اگر غور کریں آپ اس چھوٹی سی سورۃ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر ہے کسی اور حکم کوئی اور اس میں پیغام ہے ہی نہیں خالصتاً اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور سب سے عظیم الفاظوں میں سب سے عظیم پیغام۔

اخلاص کلمۂ توحید کے شروط میں سے ہے (اخلاص جو ہے کلمہ توحید کی شرطوں میں سے ہے) جب تک اخلاص نہ ہو توحید ممکن ہی نہیں ہے اور توحید کا جو معنی ہے اصل معنی توحید عبادت ہے۔

اس سورۃ میں عبادت کا ذکر نہیں ہے ظاہراً لیکن حقیقتاً پیغام کیا ہے؟ اخلاص اگر ہے تو توحید ہے اخلاص نہیں ہے تو توحید بھی نہیں ہے، اور جو یہ مان لیتا ہے کہ ربّ کے لیے اخلاص کرنا ہے تو اس پر فرض ہے کہ صرف ایک ہی ربّ کی وہ عبادت کرے کسی اور کی نہ کرے (سبحان اللہ)۔

اچھا پھر سورۃ التوحید کیوں نہیں ہے؟ اگر توحید سورۃ کا نام ہوتا تو توحید عبادت کا معنی بھی ظاہر لازمی ہوتا کیونکہ وہی بنیادی پیغام ہے توحید کا (سبحان اللہ)۔

اس سورۃ کا جو بنیادی معنی جو ظاہر ہے وہ کیا ہے؟ اخلاص ہے جو توحید کو مستلزم ہے، لازمی ہے کہ جو مخلص ہے وہ موحد ہوتا ہے جو مخلص نہیں ہے وہ موحد ہو ہی نہیں سکتا۔

سورۃ الاخلاص کی فضیلت میں کئی احادیث موجود ہیں ان میں سے ایک حدیث میں آیا ہے کہ سورۃ الاخلاص جو ہے وہ "تَعْدِلُ ثُلُثَ القرآنِ": قرآن کی ایک تہائی ہے اُجر کے اعتبار سے، آپ سورۃ الاخلاص پڑھیں تین مرتبہ گویا کہ آپ نے قرآن مجید کا ختم کیا ہے (اُجر آپ کو ملے گا)۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی تھے جن کو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سَرِیّہ میں ایک لشکر کا سربراہ بنایا تو جب نماز پڑھتے تو سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص سے شروع کرتے اور پھر دوسری کوئی سورۃ پڑھتے (دوسری روایت میں آیا ہے کہ سورۃ الاخلاص دوسری سورۃ کے بعد میں پڑھتے دونوں روایات موجود ہیں صحیح بخاری میں سورۃ الاخلاص سورۃ الفاتحہ کے بعد دوسری سورۃ سے پہلے اور بعد میں دونوں روایات موجود ہیں) تو بعض صحابہ نے جو اُن کے ساتھ تھے ان کو تعجب ہوا کہ آپ یہ عمل کیوں کرتے ہو؟! تو اُس شخص نے کہا "کیونکہ مجھے پسند ہے یہ سورۃ (محبت ہے مجھے اس سورۃ سے)"؛ تو کسی نے کہا آپ ایسا نہ کریں، تو انہوں نے کہا "میں اس کے بغیر پڑھوں گا نہیں یا کوئی اور امام ڈھونڈ لو اپنا میں تو یہی پڑھوں گا اسی طریقے سے پڑھوں گا"؛ چنانچہ واپس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں عرض کرتے یا رسول اللہ! اس بندے نے ایسا کیا ہے! اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پوچھو وہ بندہ کیوں کرتا ہے ایسے؟ تو اُس کا جواب یہ تھا "کیونکہ مجھے اس سورۃ سے محبت ہے مجھے پسند ہے یہ سورۃ"، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے جا کر یہ خبر دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے محبت کرتا ہے

اس سورۃ کی محبت کی وجہ سے "، دوسری روایت میں آیا ہے: "کہ اس سے جاکر کہو وہ جنت میں داخل ہو گیا اس سورۃ کی محبت کی وجہ سے " (سبحان اللہ)۔

اخلاص ہے، کیونکہ جو یہ سورۃ پڑھتا ہے اس کا حق بھی ادا کرتا ہے اور صحابہ نے حق ادا کیا ہے اس سورۃ کا۔

کیا ہم نے بھی حق ادا کیا ہے اس سورۃ کا بات یہ ہے!

جب تک قرآن مجید ہمارے دلوں میں نہیں اُترتا ہمارے عمل میں نہیں نظر آتا ہمارے اخلاق میں نظر نہیں آتا اور صرف زبانی کلامی ہم پڑھنا چاہیں گے یا پڑھتے رہیں گے تو جو اصل مقصد ہے قرآن مجید کو نازل کرنے کا وہ حاصل نہیں ہو گا، اصل مقصد قرآن مجید کے نزول کا ضابطۂ حیات ہے کہ قرآن مجید ہمارے اخلاق میں ہونا چاہیے ہمارے آداب میں ہونا چاہیے، ہماری بول چال میں ہونا چاہیے، ہماری عبادات میں، ہمارے معاملات میں، ہمارے عقیدے میں جو اساس ہیں جو بنیاد ہے۔

اسی لیے سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: ''كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ'' (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق قرآن مجید تھے)۔

آج ہمارے اخلاق کیا ہیں؟ قرآن مجید ہمارے گھروں کی زینت ہے ہمارے سینوں کی زینت ہے لیکن کیا قرآن مجید کا ہم نے حق ادا کیا ہے یا کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے اخلاق قرآن مجید والے اخلاق ہیں؟ ہمارے آداب قرآن مجید والے آداب ہیں؟ ہماری شکل وصورت سچے پکے مسلمان کی ہے ہمارے لیے بہترین نمونہ کون ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا کوئی اور ہے؟! دیکھ لیں (اِلَّا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ)۔

تو سورۃ الاخلاص میں اخلاص کا بنیادی پیغام پایا جاتا ہے اپنے ربّ کے لیے مخلص ہو کر دیکھیں، جب یہ سورۃ پڑھیں تو اخلاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے سچا پکا موحد بننا ہے عبادت صرف ربّ ہی کی کرنی ہے کسی اور کی نہیں کرنی ہے، ربّ کو پکارنا ہے، جب بھی یہ ہاتھ دعا کے لیے اٹھیں تو اپنے ربّ سے مانگیں کسی اور سے نہ مانگیں کیونکہ وہی ایک ہی صمد ہے باقی تمام مخلوقات جو ہیں وہ محتاج ہیں۔

نبی کو پکارنے سے کیا ملتا ہے؟ ولی کو پکارنے سے کیا ملتا ہے؟ شرک کے سوا کچھ نہیں ہے، گمراہی اور ضلالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ جب بھی پکارنا ہے ربّ کو پکارنا ہے، کوئی بھی عبادت کرنی ہے صرف ربّ ہی کے لیے کرنی ہے کیونکہ اخلاص ہم سے یہی تقاضہ کرتا ہے؛ اگر ہم نے اس دنیا میں آکر اخلاص نہیں سیکھا ہم نے سیکھا کیا ہے؟! اگر پورے قرآن مجید میں سے ہم نے اخلاص کا سبق نہیں سیکھا تو ہم نے قرآن مجید کی تلاوت کیا کی ہے آج تک پڑھا کیا ہے ہم نے؟!

دیکھیں اب رمضان آنے والا ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے آسانی فرمائے ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والوں میں سے ہوں) تلاوت قرآن پہچان بن جاتی ہے مسلمان کی رمضان میں، اللہ کے گھر آباد ہو جاتے ہیں (الحمد للہ) قرآن مجید کی تلاوت اور ہر بندے کے ہاتھ میں قرآن مجید ہوتا ہے اور پڑھتا رہتا ہے بہت اچھی بات ہے لیکن کیا ہم مخلص ہیں اپنے ربّ کے؟ کیا ہم نے اس پورے قرآن مجید کی تلاوت سے سورۃ الاخلاص میں سے یہ سبق حاصل کیا ہے اخلاص کا ہم نے؟

کاش کہ ایسا ہو اور تمام مسلمان جو ہیں وہ اس سبق کو اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ جب اخلاص کہا تو اخلاص ہی ہے اور اخلاص کے سوا کچھ نہیں ہے!

یہ کیسا اخلاص ہے کہ جس مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے اسی مسجد میں مزار بھی قائم ہیں؟! قبر کی عبادت بھی ہوتی ہے قبر والے کی عبادت ہوتی ہے یہ کون سا اخلاص ہے؟! یہ اخلاص تو نہیں ہے نا! تو پھر کیا پڑھا ہے ہم نے ہم کر کیا رہے ہیں؟!

عجب بات یہ ہے کہ اپنی زبان سے جو ہم کہہ رہے ہیں اپنے عمل سے وہ کر نہیں رہے ہیں تو ہم کیا ظاہر کر رہے ہیں؟! نعوذ باللہ نفاق ہوتا کیا ہے باطن میں کچھ ہوتا ہے اور ظاہر میں اُس کے خلاف ہی ہوتا ہے نا؟!

حق یہ ہے کہ جو زبان سے ہم کہتے ہیں ہمارے دل میں وہ بات ہے ہی نہیں ہمارے دل میں کچھ اور چیز ہے!

جیسے میں نے کہا کہ اخلاص کا تعلق دل سے ہے زبان سے نہیں ہے، آنکھوں سے نہیں ہے، ہاتھ اور پاؤں سے نہیں ہے، جسم کے کسی اور حصے سے ہے ہی نہیں! لیکن جس کے دل میں خلل ہو، عقیدے میں خلل ہو تو اس میں اخلاص کی جگہ ہوتی ہی نہیں ہے!

اس لیے دل کی اصلاح کریں دل کو پاک کریں، شرک بدعات خرافات اور بد عقیدگی سے دل کو پاک کریں، صحیح منہج اپنائیں صحابہ کا منہج اپنائیں، محبت کر کے دیکھیں اس سورۃ سے اور اس محبت کا حق ادا کر کے بھی دیکھیں کہ آپ کی زندگی میں اخلاص عام ہو جائے توحید عام ہو جائے پھر دیکھیں اخلاص کیا ہوتا ہے اور دیکھیں ربّ کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں برکتیں کیسے نازل ہوتی ہیں۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورت بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُس شخص سے جو اس سورۃ سے محبت کرتا ہے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے یہ محبت ہی کافی ہے جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ اخلاص ہے تو پھر توحید

ہی ہے اور جس کے پاس توحید ہے اُس جیسا کون ہے ؟! بنیاد تو اُس نے حاصل کرلی ہے نا اُس کے لیے پھر آسان رستے کھل جاتے ہیں عبادات کے معاملات کے حسن اخلاق کے اور اپنے عقیدے کو درست کرنے کے، توفیق ربّ کی طرف سے ہوتی ہے۔

تو اساس اخلاص ہی ہے مخلص مسلمان بن کر دیکھو اور دیکھو زندگی میں کیسے تبدیلی آتی ہے حق کیسے آسان ہو جاتا ہے حق کی پیروی کیسے آسان ہو جاتی ہے۔

جس نے ربّ کے ساتھ اخلاص کیا ہے تو وہ سنت کے ساتھ مخلص ہو سکتا ہے، توحید اور سنت پھر منہج میں بھی اخلاص آسان ہو جاتا ہے بشرطیکہ حق کی تعظیم اصل مقصد ہو، اور جس کے دل میں خلل ہو نا کہیں نہ کہیں پر تو اخلاص میں خلل ہو کر رہتا ہے !

تو دل کا علاج سب سے پہلے ہے اور اخلاص کا معالجہ بھی کرنا چاہیے یہ نہیں کہ ہم بس موحدین ہیں ہم سلفی ہیں اور ہم مخلص ہو چکے ہیں، بات ہی ختم ہو گئی ہمارے جیسا کوئی ہے ہی نہیں !

نہیں میرے بھائیو! دل کا علاج ہمیشہ کرنا ہے مسلسل کرنا ہے، اخلاص پر اپنے دل کی تربیت کرتے رہیں جیسے چھوٹے بچے کو سمجھایا جاتا ہے اُس کی تربیت کی جاتی ہے اپنے دل کی تربیت کرتے رہیں اخلاص پر۔

اور جب بھی اس سورۃ کی تلاوت کریں اور یہ وہ سورۃ ہے جو کثرت سے نماز میں پڑھی جاتی ہے، جب نماز مختصر پڑھنی ہو تو سورۃ الاخلاص ہی پڑھی جاتی ہے عمومی طور پر، چھوٹے بچے بھی یہی سورۃ پڑھتے ہیں بچوں کے دلوں میں اخلاص کا سبق ڈال دو تربیت کرو بچوں کی اخلاص پر کہ اخلاص کا مطلب یہ ہے، سمجھائیں اور دیکھیں معاشرے میں تبدیلی کیسے آتی ہے، مخلص مسلمان جب اس دنیا میں آجائے گا دنیا کے رنگ ہی بدل جائیں گے۔

ہمارے اخلاص میں کمی ہے کیونکہ دل کے اندر خلل ہے جب تک وہ دور نہیں ہوتا ہم سچے اور پکے مسلمان نہیں ہو سکتے۔

مسلمان تو ہیں الحمد للہ (اللہ کا شکر ہے) پیدائشی مسلمان ہیں لیکن کیا صرف یہ کافی ہے سچے اور پکے مسلمان بننے کے لیے ؟! اخلاص کی کمی ہے اور جس چیز (کیونکہ اخلاص بنیاد ہے) کی بھی کمی ہے وہ دور کر کے دیکھیں پھر زندگی کا رنگ دیکھیں کیسے بدلتا ہے ربّ کی رحمتیں اور برکتیں کیسے نازل ہوتی ہیں !

نیت اور اخلاص یہ اُن امور میں سے ہیں جو بہت مشکل سمجھے جاتے ہیں، اہل ایمان اہل علم اور بعض سلف بھی یہ کہتے تھے کہ سب سے مشکل کام نیت کا کام ہے۔ دیکھیں نماز بھی آسان ہے، روزہ بھی آسان ہے، حج بھی آسان ہے، اور صدقات اور خیرات زکوٰۃ مال دینا بھی ربّ کے راستے میں آسان ہے، گردن کٹوانا بھی ربّ کے راستے میں آسان ہے لیکن اخلاص آسان نہیں ہے، اپنی نیت اپنے مقصد کو سیدھا کرنا آسان نہیں ہے !

اس لیےاللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ: ’’اللّٰھُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ‘‘۔

یہ ثبات کی کیوں دعا ہے؟ یہی اخلاص ہے،اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا بار بار فرماتے؛ضرورت ہے کہ ہمارے دل سیدھے ہو جائیں ثابت قدمی مل جائے، جینا ہے تو اسی ایمان توحید اور اخلاص پر جینا ہو اور مرنا بھی اسی اخلاص پر ہو ۔اس لیے جب آخری لفظ زبان پر لاالہٰ الا اللہ ہوتا ہے تو جنت کی خوشخبری سنائی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس کی زبان پر آخری کلمہ ’’لَا إِلَهَ إِلَّا اللہ‘‘ ہو’’دَخَلَ الْجَنَّةَ‘‘۔

کس کو توفیق ہوتی ہے کیا ہر بندے کا کام ہے؟اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جس نے زندگی میں اس پر عمل کیا ہے اور اس کے لیے اخلاص لازمی ہے اس کے لیے آسانی بھی ہوتی ہے اور توفیق بھی ربّ بھی ربّ کی طرف سے آتی ہے۔

اور جس نے صرف زبان سے پڑھا ہے حق ادا نہیں کیا ہے بلکہ اس کے خلاف شرک بدعات پر قائم رہا ہے (نعوذ باللہ) یہ کلمہ اُس کو کیا فائدہ دے گا لاالہٰ الا اللہ جب اخلاص ہی نہ رہا؟!

تو اہل شرک،اہل نفاق،اہل بدعت کی جو بدعات مکفرۃ ہیں اور دیگر جو سب سے بڑی بیماریاں ہیں دلوں کی اُن سب بیماریوں کی جو جڑ ہے وہ کیا ہے؟اخلاص میں کمی ہے،یا تو مکمل طور پر نہیں ہے یا جزوی طور پر نہیں ہے۔

تو اپنے دل کی تربیت اخلاص کی بنیاد پر کریں اور دیکھیں جسم کیسے تابع ہو جاتا ہے اپنے دل کے اور مخلص مسلمان کس طریقے سے بنتا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچا پکا مخلص مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے،ہم جو پڑھ رہے ہیں قرآن مجید میں صحیح سمجھنے کی اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے،اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شَر سے محفوظ فرمائے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (112: سورۃالاخلاص کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio